مسئلہ آمین بالسر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

بانی و امیر: عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

چیئرمین: احناف ٹرسٹ

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ آمین بالسر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنۃ والجماعۃ:

جب کوئی شخص سورۃ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو آمین کہے ۔ آمین آہستہ کہنا سنت ہے، چاہے وہ شخص امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد۔

(الدر المختار علی حامش رد المحتار ج2 ص237، فتاوی العالمگیریہ ج1 ص82)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے آمین تعلیم کے لیے کہی تھی اس پر دوام نہیں فرمایا تھا۔ (بذل المجہود ج2 ص101 باب التامین وراء الامام وغیرہ)

مذہب غیر مقلدین:

آمین سورۃ فاتحہ کے تابع ہے۔ جب فاتحہ آہستہ پڑھی جائے تو آمین بھی آہستہ کہی جائے اور جب فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جائے تو آمین بھی بلند آواز سے کہی جائے۔ امام اور مقتدی کا یہی حکم ہے، البتہ اکیلے نماز پڑھنے والا آمین آہستہ کہے گا۔ لہذا ظہر اور عصر میں آمین آہستہ کہی جائے اور فجر، مغرب اور عشاء میں بلند آواز سے۔ آہستہ آمین کہنے کی کوئی صحیح صریح حدیث نہیں۔

(صلاۃ الرسول از صادق سیالکوٹی ص158، 164، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز از ابو حمزہ ص183، صلاۃ المصطفی از محمد علی جانباز ص169 وغیرہ)

فائدہ: بعض غیر مقلدین نے اپنی کتب میں بلند آواز سے آمین کہنے کا اثبات کرتے ہوئے باقاعدہ عنوان قائم کیے ہیں کہ "یہودی آمین سے چڑتے ہیں۔" (صلاۃ المصطفی از محمد علی جانباز ص169)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ:

قرآن کریم

دلیل: آمین دعا ہے اور اللہ تعالی کا نام بھی، ہر دو صورت میں آہستہ کہنا چاہیے۔

آمین دعا ہے:

(1): قال عزوجل: قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (یونس:89)

تفسیر: اخرج ابو الشیخ عن ابی ہریرۃ قال کان موسیٰ علیہ السلام اذا دعا امن ھارون علیہ السلام علیٰ دعائہ یقول اٰمین۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی ج3 ص567)

(2): قال عطا, آمین دعا (صحیح البخاری ج1 ص107 باب جہر الامام بالتامین)

دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے:

قال عزوجل: اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ (الاعراف:۵۵)

آمین اللہ تعالی کا نام ہے:

عن ابی ہریرۃ ومجاھد وحکیم ابن جعفر وھلال بن یساف قالوا اٰمین اسم من اسماء اللہ تعالیٰ,

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص316 رقم:15، 16، 17، 18 ماذکروا فی آمین ومن کان یقولھا، مصنف عبد الرزاق ج2 ص64 رقم:2652، 2653، باب آمین)

اللہ کا نام آہستہ لیا جائے:

قال عزوجل: وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ ۔(الاعراف:205)

جو بات ہم نے بیان کی ہے یہی بات امام فخر الدین الرازی الشافعی رحمہ اللہ م 606ھ نے فرمائی ہے:

قال الامام المفسر فخر الدین الرازی الشافعی رحمة الله علیه: قال ابو حنیفة رحمة الله علیه اخفا, التأمین افضل ,وقال الشافعی رحمة الله علیه اعلانه افضل ,واحتج ابو حنیفة رحمة الله علیه علیٰ صحة قوله قال فی قوله اٰمین وجهان ؛احدهما : انه دعا, ,والثانی: انه من اسما, الله تعالیٰ ,فان کان دعا, وجب اخفا,ه لقوله تعالیٰ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً الخ وان کان اسما من اسما, الله تعالیٰ وجب اخفا,ه لقوله تعالیٰ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً الایة فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیة ونحن نقول بهذا القول۔ (التفسیر الکبیر للرازی:ج14ص131 تحت قولہ:اُدْعُوارَبَّكُمْ)

احادیث مبارکہ

احادیث مرفوعہ:

دلیل 1:

قد روی الامام الحافظ المحدث ابوداؤد الطیالسی ﷫ م **204**ھ قال: حدثنا شعبة، قال: أخبرنی سلمة بن كهيل، قال: سمعت حجرا أبا العنبس، قال: سمعت علقمة بن وائل، يحدث عن وائل، وقد سمعته من وائل، أنه صلى مع النبی صلى الله عليه وسلم فلما قرأ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) قال: «آمين» خَفَضَ بها صوته۔

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات۔

(مسند ابوداؤد الطیالسی ج1ص577رقم: 1117، مسند احمد ج14ص285رقم: 18756)

وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه۔

قال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم (مستدرک علی الصحیحین ج2ص608رقم:2968باب قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ، امام ابوزرعہ رازی، امام دار قطنی، امام بیہقی وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ امام شعبہ اس حدیث میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں کہ اس میں راوی حجر ابو السکن ہے لیکن امام شعبہ رحمہ اللہ نے حجر ابو العنبس بیان کیا ہے۔ هکذا قال الترمذی فی جامعه(ج1ص168باب ماجاء فی التامین)

جواب نمبر 1:

امام شعبہؒ صحیحین اور سنن اربعہ کے ثقہ، حافظ، متقن، امیر المؤمنین فی الحدیث اور ثقہ بالاجماع راوی ہیں۔

(التقریب لابن حجر ص301رقم الترجمہ2790وغیرہ)

اور ثقہ راوی کی زیادتی فی السند والمتن عند الجمہور فقہاء ومحدثین مقبول ہے۔

والزیادۃ مقبولة،(صحیح البخاری ج1ص201باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری)

أن الزیادۃ من الثقة مقبولة(مستدرک علی الصحیحین ج1ص307کتاب العلم)

لہذا امام شعبہ رحمہ اللہ کا حجر ابو العنبس کہنا زیادتی ثقہ ہونے کی وجہ سے مقبول ہے، غلطی نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

امام حجر ابو العنبس الکوفی رحمہ اللہ کی دو کنیتیں ہیں۔ ا: ابو العنبس ۲: ابو السکن

(۱)قال الامام ابن ابی حاتم رازی ﷫م 327ھ: حجر بن عنبس ابو السکن ویقال ابو العنبس شیخ کوفی مشهور۔

(الجرح والتعدیل للرازی ج3ص278رقم الترجمہ 3483)

(۲)قال الامام ابن حبان م354ھ: حجر بن العنبس ابو السکن الکوفی وهو الذی یقال له حجر ابو العنبس یروی عن علی ووائل بن حجر روی عنه سلمة بن کهیل (کتاب الثقات لابن حبان ج4ص177)

(۳)قال الامام ابن حجر العسقلانی﷫م 852ھ: حجر بن العنبس الحضرمی ابو العنبس ویقال ابو السکن الکوفی،

وقال ایضا: قلت[ابن حجر]: وبهذا جزم ابن حبان فی الثقات ان کنیته کاسم ابیه ولکن قال البخاری ان کنیته ابو السکن،ولا مانع ان یکون له کنیتان (تہذیب التہذیب ج1ص451،التلخیص الجبیرج1ص237)

لہذاامام شعبہؒ پر وہم کا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

امام شعبہ ؒحجر ابو العنبس کہنے میں منفرد نہیں بلکہ امام سفیان ثوری بھی ان کی متابعت تامہ کر رہے ہیں۔امام سفیان الثوری بھی سلمۃ بن کھیل سے روایت کرتے ہوئے حجر ابو العنبس کہتے ہیں۔امام ابو داود رحمہ اللہ سند بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ۔(ابوداؤد ج1ص141،142باب التامین)

امام بخاریؒ نے امام داؤد والی سند سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے جو ایک طریق سے سفیان ثوری سے روایت ہے۔لیکن یہاں پر انہوں نے تدلیساً ابو العنبس کو گرادیا ہے۔چنانچہ بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ وقبیصة قالا حدثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الخ

(جزء القراۃ للبخاری مترجم از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ص171رقم الحدیث 235)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

دلیل2:

وقد روی الامام الحافظ المحدث ابوداؤد السجستانی ﷫م ۲۷۵ھ قال حدثنا مسدد قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید قال حدثنا قتادہ عن الحسن ان سمرۃ بن جندب ﷜ وعمران بن حصین ﷜ تذاکرا فحدث سمرۃ بن جندب انه حفظ عن رسول اللہ ﷺسکتتین سکتة اذا کبر وسکتة اذا فرغ من قرأۃ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین،

(السنن لابی داؤد ج1ص120باب السکتۃ عند الافتتاح، جامع الترمذی ج1ص59باب ماجاء فی السکتتین، سنن ابن ماجہ ص61باب ماجاء فی سکتتی الامام)

احادیث موقوفہ ومقطوعہ:

دلیل نمبر۱:

قد روی الامام الحافظ المحدث الفقیه ابوجعفر الطحاوی المصری﷫م 321ھ: قال حدثنا سلیمان شعیب الکیسانی قال حدثنا علی بن معبد قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی سعد عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لایجهران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتأمین،

اسنادہ حسن ورواته ثقات

(سنن الطحاوی ج2ص150باب قراۃ بسم اللہ فی الصلاۃ، تہذیب الآثار لابن جریر بحوالہ الجوہر النقی علی البیہقی ج2ص58باب الجھر الامام بالتامین)

دلیل نمبر2:

عن ابی وائل (شقیق بن سلمۃ)قال کان علیؓ وعبداللہ بن مسعودؓ لایجھران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذولا بالتامین،

اسنادہ حسن ورواتہ ثقات

(المعجم الکبیر ج4ص566،567،رقم 9201،،الجوہر النقی علی البیہقی ج2ص57باب جہر الامام بالتامین،المحلی بالآثار ج2ص280مسئلہ نمبر363

دلیل3:

قد روی الامام الحافظ المحدث الکبیر محمد بن حسن الشیبانیؒ قال اخبرنا ابوحنیفہ عن حماد عن ابراھیم النخعیؒ قال اربع یخافت بھن الامام سبحانک اللھم ،وتعوذمن الشیطان،وبسم اللہ وآمین،

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1ص162رقم83باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم،کتاب الآثار بروایہ ابی یوسف ص21،22رقم106باب افتتاح الصلوٰۃ،مصنف عبدالرزاق ج2ص57رقم2599باب مایخفی الامام)

اکثر صحابہ کا عمل:

قد قال الامام الحافظ المحدث علاء الدین بن علی بن عثمان ابن ترکمانی م745ھ: والصواب ان الخبر بالجھر بھا والمخافۃ صحیحان وعمل بکل من فعلیہ جماعۃ من العلماء وان کنت مختارا خفض الصوت بھا إذ کان اکثر الصحابۃ والتابعین علی ذلک۔

(الجوہر النقی علی البیہقی ج2ص58باب جہر الامام بالتامین)

ائمہ مجتہدین:

یہ حضرات مجتہدین رحمہم اللہ آمین بالسر کے قائل تھے۔

1:امام اعظم ابوحنیفہؒ150ھ:

اربع یخافت بھن الامام سبحانک اللھم ،وتعوذمن الشیطان،وبسم اللہ وآمین قال محمد: وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1ص162رقم83باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

2:امام سفیان الثوری م161ھ:

قال الامام سفیان الثوری رحمہ اللہ:ثم یقول آمین سرا سواء کان اماما اوماموما او منفرداً

(فقہ سفیان الثوری ص٥٦١باب افعال الصلوۃ)

3: امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ م189ھ:

اربع یخافت بھن الامام سبحانک اللھم ،وتعوذمن الشیطان،وبسم اللہ وآمین قال محمد: وبہ ناخذ

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1ص162رقم83باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

4: امام محمد بن ادریس الشافعیؒ م204ھ:

قال الشافعیؒ فی الجدید ان المنفرد والامام والمأموم کل منھم یسر بآمین جھریۃ کانت الصلوۃ اوسریۃ

(السعایۃ بحوالہ اوجز المسالک ج1ص250باب ماجاء فی التامین خلف الامام)

دلائل غیر مقلدین اور ان کا جواب:

دلیل 1:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. (ابو داؤد ج 1 ص 141، 142 باب التامین)

جواب 1:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی سفیان ثوری ہے جو کہ بقول زبیر علی زئی غضب کا مدلس ہے اور مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے لئے مانع ہے۔ اور مدلس کا حکم یہ ہے کہ اس کی روایت بغیر تصریح سماع کے قابل عمل نہیں (نور العینین ص ۱۴۸، ۱۳۹، ۱۳۸)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

اس روایت کے راوی امام سفیان ثوری ہیں اور آپ اخفاءِ اٰمین کے قائل تھے۔ (فقہ سفیان ثوری ص ۵۶۱)

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عمل الراوی بخلاف روایته بعد الروایة مما هو خلاف بیقین یسقط العمل به عندنا۔ (المنار مع شرحہ ص 190)

کہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت سے عمل کو ساقط کر دیتا ہے۔ لہذا یہ روایت منسوخ ہے۔

جواب 3:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل برائے تعلیم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی عادت نہ تھی، جیسا کہ اس روایت سے واضح ہوتا ہے:

وقد روی الامام الحافظ المحدث ابو بشر الدولابی الحنفی ﷫ م **310ھ**: قال حدثنا الحسن بن علی بن عفان قال حدثنا الحسن بن عطیة قال أنبأنا یحییٰ بن سلمة بن کهیل عن ابیه عن ابی السکن حجر بن عنبس الثقفی قال سمعت وائل بن حجر الحضرمی یقول رأیت رسول الله ﷺ حین فرغ من الصلوة حتی رأیت خده من هذا الجانب ومن هذا الجانب وقرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال اٰمین یمد بها صوته ما اراه الا یعلمنا

اسناده حسن ورواته ثقاة

(الکنیٰ والاسماء للدولابی ج 1 ص 441، 442 رقم: 1558)

جواب 3 پر اعتراض:

اس کی سند میں یحییٰ بن سلمة بن کهیل ضعیف راوی ہے۔

جواب:

امام یحییٰ بن سلمة بن کهیل الکوفی م ۱۷۲ او ۱۷۹ھ ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ کا مختلف فیہ راوی ہے اور بعض ائمہ نے ان کی توثیق وتعدیل بھی کی ہے۔

1، 2: امام العجلی اور امام ابن حبان رحمہما اللہ نے انھیں ثقات میں شمار کیا ہے۔

(تاریخ الثقات للعجلی ص 472 رقم الترجمہ 1808، کتاب الثقات لابن حبان ص 655 رقم الترجمہ 11630)

3: امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صحیح ابن خزیمہ" میں ان کے طریق سے مروی روایت سے وضع الیدین قبل الرکبتین

کے نسخ پر احتجاج کیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ج1ص319رقم628باب ذکر الدلیل علی اَن الأمر بوضع الیدین قبل الرکبتین عند السجود منسوخ)

معلوم ہوا کہ یہ راوی امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے ہاں بھی ثقہ ہے۔

دلیل 2:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ فَقَالَ النَّاسُ آمِينَ

(نسائی ج ا ص ۱۴۴ قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)

جواب 1:

اس کی سند میں محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم ہے، امام ربعی بن سلیمان الشافعی نے اسے "کذاب" کہا ہے۔(تہذیب لابن حجر:ج:5:ص:169و170)

جواب 2:

اس روایت میں جہر کے الفاظ نہیں اور "قال"، "قیل" اور "قول" وغیرہ سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ان الفاظ سے جہر ثابت ہوتا تو کیا۔۔۔

قَالَ[رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]:إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

(صحیح البخاری:ج:1:ص:101 باب إِيجَابِ التَّكْبِيرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ)

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

(صحیح البخاری:ج:1:ص:110 بَاب يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ)

ان روایات سے جہر ثابت ہوتا ہے، کیا غیر مقلدین "ربنا لك الحمد" میں جہر کرتے ہیں؟ لہذا یہ روایت مقتدی کے آمین بالجہر پر حجت نہیں۔

دلیل 3:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ{ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ }قَالَ آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ"۔(سنن ابن ماجہ:ج:1:ص:16باب الجہر بآمین)

جواب 1:

اس کی سند میں ایک راوی بشیر بن رافع ہے، اسے ائمہ حدیث ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔ مثلاً:

یحدث بالمنا کیر ، لیس بشئی ،ضعیف فی الحدیث ،لا یتابع فی حدیثه ،یضعف فی الحدیث ،منکر الحدیث، لا نریٰ له حدیثاً قائماً، اتفقوا علیٰ انکار حدیثه،طرح ما رواه، ترك الاحتجاج به، لا یختلف علماء الحدیث فی ذلك۔۔۔

اور بتصریح ابن حبان ان سے موضوع حدیث بھی آئی ہے۔(تہذیب لابن حجر:ج:1:ص:283رقم الترجمہ 823)

لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

جواب 2:

اس روایت میں "ترك الناس التامين" کے جملے موجود ہیں کہ صحابہ و تابعین بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ چکے تھے، اس میں جو آمین جہر اگا ذکر ہے وہ بطور تعلیم کے ہے۔

جواب 3:

مسجد نبوی کی چھت چھڑیوں کی تھی اور ایسی مسجد میں آواز گونجا نہیں کرتی۔ تو یہ الفاظ بھی اس کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں۔

دلیل 4:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، وَهُوَ ابْنُ الْعَلاَءِ الزُّبَيْدِيُّ ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، وَسَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ ، قَالَ : آمِينَ ."۔ (صحیح ابن خزیمہ: ج:1:ص:287 باب الجہر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب)

جواب ا:

اس روایت میں ایک راوی اسحاق بن ابراہیم الزبیدی ہے۔ ائمہ نے اس پر جرح کی ہے۔ مثلاً:

لیس بثقه، یکذب، لیس بشئی، کذبه محدث حمص محمد بن عوف الطائی۔

(تہذیب لابن حجر: ج:1: ص:139 رقم الترجمہ 406، المیزان لذہبی: ج:1: ص:205 رقم الترجمہ 877 المغنی فی الضعفا لذہبی: ج؛1 ص:106 رقم الترجمہ 540)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

صحیح ابن خزیمہ کے حاشیہ پر مشہور غیر مقلد ناصر الدین البانی کے حوالہ سے لکھا ہے: اسنادہ ضعیف۔

(صحیح ابن خزیمہ: ج:1: ص:287 باب الجہر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب)

جواب 3:

اس روایت کی سند میں دوسرا راوی امام زھری ہے جو کہ بقول زبیر علی زئی کے مدلس ہے۔ (نور العینین: ص؛118، الحدیث شمارہ نمبر 32، ص:23)

اور مدلس بھی طبقہ ثالثہ کا ہے۔ (طبقات المدلس لابن حجر: ص:109)

اور زبیر علی زئی نے تصریح کی ہے کہ مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔ (نور العنین: ص:168)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے و قابل حجت نہیں۔

دلیل نمبر 5:

أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا محمد بن يحيى نا أبو سعيد الجعفي حدثني ابن وهب أخبرني أسامة -وهو ابن زيد- عن نافع عن ابن عمر كان: إذا كان مع الإمام يقرأ بأم القرآن فأمن الناس أمن ابن عمر ورأى تلك السنة

(صحیح ابن خزیمہ: ج:1: ص:287 رقم الحدیث 572)

جواب 1:

اس روایت کی سند میں راوی ابو سعید یحیی بن سلیمان الجعفی ہے. اس پر ائمہ نے جرح کی ہے۔

قال النسائی: لیس بثقة، و قال ابن حبان: ربما اغرب، و قال ابن حجر: صدوق یخطی وله احادیث منا کیر

(تہذیب لابن حجر: ج:6:ص:144،145،رقم الترجمہ 8734، تقریب لابن حجر: ص:660رقم الترجمہ 7843، المغنی فی الضعفا:ج:2ص:518: رقم الترجمہ 6984)

اور دوسرا راوی اسامہ بن زید اللیثی ہے۔ یہ بھی مجروح ہے۔

قال الامام احمد بن حنبل: لیس بشی ،احادیثه منا کیر ، وقال یحیی بن معین : ضعیف ،وقال ابو حاتم: لا یحتج به، وقال النسائی: لیس بقوی ،وقال ابن حبان: یخطیء ،وتر که ابن القطان .(تھذیب لابن حجر:1: ص:135رقم الترجمہ 392)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

مشہور غیر مقلد ناصر الدین البانی نے حاشیہ ابن خزیمہ پر تصریح کی ہے:

قال الألبانی : إسناده ضعیف أبو سعید الجعفی اسمه یحیی بن سلیمان صدوق یخطئ وأسامة بن زید إن کان العدوی فضعیف وإن کان اللیثی فهو صدوق یهم و کلاهما یروی عن نافع وعنهما ابن وهب(حاشیہ ابن خزیمہ: ج:2:ص:287)

خلاصہ یہ کہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 3:

یہ روایت موقوف بھی ہے اور موقوفات صحابہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔

1: وقول صحابی حجت نباشد (عرف الجادی:ص38، فتاوی نذیریہ:ج:1:ص:340،622)

2: وفعل الصحابی لا یصلح للحجة (التاج المکلل از نواب صدیق حسن خان:ص:207)

3: افعال الصحابة رضی الله عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها .(فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی:ص58)

4: صحابہ کا قول حجت نہیں۔(عرف الجادی:ص101)

5: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔(بدور الاہلہ:ج 1ص28)

6: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔(عرف الجادی:ص80)

7: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔(عرف الجادی:ص80)

8: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔(بدور الاہلہ:ص129)

دلیل نمبر 6:

حدثنا العباس بن الولید الخلال الدمشقی. حدثنا مروان بن محمد وأبو مهر قالا حدثنا خالد بن یزید بن صبیح المرمی حدثنا طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال : - قال رسول الله صلی الله علیه و سلم (ما حسدتکم الیهود علی شیء ما حسدتکم علی آمین. فأکثروا من قول آمین) (سنن ابن ماجہ:ص:61باب الجہر بآمین)

جواب 1:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی طلحہ بن عمرو المکی جو عند الجمہور سخت ضعیف ہے ائمہ نے اسے: لا شی، مترك الحدیث، لیس بشی، ضعیف، لیس بالقوی عندهم، لیس بالحافظ، وعامة ما یرویه لا یتابعه علیه، وکان ممن روی عن الثقات ما لیس من حدیثهم لا یحل کتب حدیثهم من روایته عنه الا علی جهته التعجب :

(تہذیب لابن حجر:ج1ص18،19، میزان الاعتدال لذهبی:ج2ص261 ، 262، المغنی فی الضعفا لذهبی:ج1ص502)

لہذا یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔

جواب 2:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعاً صحیح سند کے ساتھ یوں الفاظ بھی آئے ہیں:

ان الیھود قَوْمٌ حَسَدٍ وھم لا یحسدون علیٰ شئی کما یحسدون علی السلام وعلیٰ آمین

(صحیح ابن خزیمہ: ج:1: ص:288 رقم الحدیث:574 باب الجھر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب فی الصلاۃ)

اور ایک روایت میں " اللھم ربنا لك الحمد" پر حسد کے جملے بھی آئے ہیں، مثلاً:

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَمْ يَحْسُدُونَا الْيَهُودُ بِشَيْءٍ مَا حَسَدُونَا بِثَلاَثٍ: التَّسْلِيمِ، وَالتَّأْمِينِ، وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج:2: ص:56 باب التَّأْمِينِ.)

تو کیا غیر مقلدین مخالفت یہود میں نماز میں سب مل کر "ربنا لك الحمد" اور "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" جہراً کہتے ہیں؟

دلیل 7:

أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَاءَهُ حَتَّى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً (صحیح البخاری: ج1 ص107 بَاب جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

جواب 1:

امام بخاری نے اس کی سند بیان نہیں کی بلکہ ترجمۃ الباب میں لائے ہیں اور بقول زبیر علی زئی کے بے سند بات قابل حجت نہیں۔

(الحدیث شمارہ 59: ص:33)

جواب 2:

یہ روایت عن ابن جریج عن عطاء کے طریق سے مصنف عبد الرزاق (ج2، ص،63 رقم الحدیث 2642، باب آمین) میں بھی موجود ہے۔

اس کی سند کا پہلا راوی عبد الرزاق طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے۔

(طبقات المدلسین لابن حجر: ص69، الفتح المبین از زبیر علی زئی: ص45، جزء منظوم لبدیع الدین راشدی: ص89، الحدیث شمارہ 32: ص13)

اور غیر مقلدین کے نزدیک طبقہ ثالثہ کے مدلس کی حدیث بغیر تصریح سماع کے قابل حجت نہیں۔ لہذا یہ حدیث ضعیف، اور نا قابل حجت ہے۔

اس سند میں دوسرا راوی ابن جریج طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر: ص:95، الفتح المبین از زبیر علی زئی: ص:55)

اور خود علی زئی نے ایک مقام پر تصریح کی ہے: ابن جریج مشہور مدلس ہے اور آگے لکھا ہے: ابن جریج کی یہ روایت "عن" سے ہے اور عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔ (الحدیث شمارہ 32: ص:15)

جواب 3:

سیدنا حضرت ابن زبیر اور دیگر لوگ سب امتی ہیں اور غیر مقلدین ان کے افعال واقوال حجت نہیں۔ (حوالہ جات گزر چکے)

جواب 4:

اس اثر میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ سورۃ فاتحہ کے بعد والی آمین ہے۔ ممکن ہے کہ یہ آمین قنوت نازلہ فی الفجر والی ہو۔ چنانچہ خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولعله حین کان یقنت فی الفجر علی عبد الملك وکان ھو یقنت علی ابن زبیر وفی مثل ھذہ الایام تجری المبالغات

(فیض الباری ج2 ص290 باب جہر الامام بالتامین)

جواب 5:

صحیح بخاری کے اس اثر میں أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ (فعل ماضی) کا ذکر ہے، اس سے دوام اور تکرار ثابت نہیں ہوتا۔

جواب 6:

حضرت ابن زبیر صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ہجرت کے بعد اول مولود فی المدینۃ کہلائے۔ آپ نے آمین بالجہر کا عمل کیا جبکہ کبار صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت علی کے ہاں اس طرح کی آمین کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان تمام حضرات کے خلاف یہ عمل اختیار کرنے میں ضرور کوئی مصلحت ہے اور وہ تعلیم ہی ہو سکتی ہے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر ہی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھنے کا اثر منقول ہے۔ علامہ زیلعی نے اس کی مصلحت یہ بیان فرمائی ہے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْهَادِي: إسْنَادُهُ صَحِيحٌ، لَكِنَّهُ يُحْمَلُ عَلَى الْإِعْلَامِ بِأَنَّ قِرَاءَتَهَا سُنَّةٌ. فَإِنَّ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ كَانُوا يُسِرُّونَ بِهَا، فَظَنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَنَّ قِرَاءَتَهَا بِدْعَةٌ، فَجَهَرَ بِهَا مَنْ جَهَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ لِيُعْلِمُوا النَّاسَ أَنَّ قِرَاءَتَهَا سُنَّةٌ. لَا أَنَّهُ فِعْلُهُ دَائِمًا

(نصب الرایۃ ج 1 ص 357 باب صفۃ الصلاۃ)

یہی بات ہم آمین بالسر میں کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر نے آمین جہراً کہہ کر لوگوں کو تعلیم دی کہ اس مقام پر آمین کہنا سنت ہے۔

دلیل نمبر 8:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ۔ (صحیح البخاری: باب جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

غیر مقلد کہتے ہیں کہ مقتدی کو پابند کیا گیا ہے کہ جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ ظاہر ہے مقتدی کو آمین کا پتا اس وقت چلے گا جب امام زور سے آمین کہے۔

جواب 1:

یہ بات طے شدہ ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پر آمین کہنا ہے۔ اس لیے جب مقتدی غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ سنتا ہے تو اس کو علم ہو جاتا ہے کہ امام اب آمین کہے گا، لہذا اس سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

موضعہ معلوم فلا یستلزم الجہر بہ۔ (بذل المجہود ج 2 ص 101 باب التامین وراء الامام)

جواب 2:

دیگر روایات (مثلاً: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} فَقُولُوا آمِينَ۔ صحیح البخاری ج 1 ص 108)

میں مقتدی کے آمین کہنے کو امام کے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہنے پر معلق کیا گیا ہے جو کہ دلیل ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں:

بل ہو یدل علی الاسرار و الا فلا یحتاج الی التقدیر ولا الضالین۔ (حاشیۃ بذل المجہود ج 2 ص 104 باب التامین وراء الامام)

جواب 3:

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں لیکن ان کی آمین ہمیں سنائی نہیں دیتی۔ لہذا ان کی موافقت اسی صورت میں ہے کہ جب آمین آہستہ کہی جائے۔